

طالبانی نظام کو پاکستان میں موقع دیجئے؟

دنیا کے ہر کون سے افغانستان پر طالبان کے قبضہ کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ کہیں پر نوحہ پڑھا جا رہا ہے۔ اور بہت کم مقامات پر شہنائی بجائی جا رہی ہے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے مقاصد ہیں، اور ہونے بھی چاہیں۔ قومی مفادات کا تحفظ تو ہر سلطنت کرتی ہے۔ بے شک جتنی مرضی شکستہ پا ہو۔ پاکستان کا بیانیہ صرف اور صرف ہمارے میڈیا پر تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ باقی تمام دنیا، افغانستان کی صورت حال پر ہم سے متناہی بات کر رہی ہے۔ مگر اس سے فرق کیا پڑتا ہے۔ شائد ہم اپنی جگہ درست ہوں اور ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا میں ہمارے جیسے اعلیٰ سطح کے لوگ ہی ناپید ہوں، جو ہمارے بیانیہ کو سمجھنے کی اس طاعت رکھتے ہوں۔ آپ کو حیرانگی ہو کہ خاکسار اب افغانستان کے متعلق سوچنا تقریباً چھوڑ چکا ہے۔ مگر پڑھنے کی عادت جاتی نہیں۔ اس لئے کسی بین الاقوامی جریدہ میں افغانیوں کا حال احوال معلوم ہو ہی جاتا ہے۔ مگر ایک امر تو تسلسل سے علم میں آتا رہتا ہے۔ افغانستان صرف اور صرف قتل و غارت، خانہ جنگلی، نسلی تعصّب اور دہشت گردی کا دوسرا نام بن چکا ہے۔ چالیس پچاس برس سے یہ ہی المیہ جاری ہے۔ نہ تم ہونے والی بربادی کی داستان۔ اس جنگ کو ہمارے پالیسی ساز افراد زبردستی کھینچ کر اپنے ملک میں لے آئے ہیں۔ ہماری بہترین حکمت عملی کی بدولت اب ہم اہلو ہو ہیں۔ آئے روز لوگ لقمہ اجل بنتے ہیں۔ اب تو ہم جیسے بد قسمت لوگوں کے خون ریزی کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ دو شہید ہو گئے یا پانچ۔ بس ایک خبر کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ ماتم تو ان گھروں میں ہوتا ہے جہاں لاشیں جاتی ہیں۔ رات رات بھر تو مائیں، بینیں، بیویاں اور معصوم بچے رو تے ہیں۔ گھر کے سر برارہ یا روزی کمانے والے کے مرنے کے بعد کی مشکلات پر تو بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ افغانستان کو رہنے دیجئے۔ پاکستان میں ایسے بے سہارا خاندانوں کی طویل فہرست ہے، جن کے سر کردہ افراد اس دہشت گردی سے لقمہ اجل ہوئے، جس سے انکا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔ مگر کیا کہیے۔ کیا لکھیے۔ یہاں تو غداری اور ملک دشمنی کا لقب سب سے آسانی سے دیا جاتا ہے۔

کیا پاکستان میں کھل کر عرض کی جاسکتی ہے کہ افغانستان کو بزرگ شیر فتح نہیں کیا گیا۔ دراصل یہ ایک ایسا سمجھوتا تھا جسے بین الاقوامی طاقتوں نے میز پر بیٹھ کر طے کیا۔ ترقی یافتہ ممالک کی افواج اور ان کے حواریوں کی اکثریت ملک سے نکلی اور طالبان نے عین فیصلہ کی رو سے کابل کی حکومت سنھال لی۔ سکرپٹ کے مطابق کسی طاقت ور ملک نے طالبان کی مزاحمت نہیں کی۔ لہذا پورا افغانستان بڑے قرینے سے طالبان کے حوالے کر دیا گیا۔ کسی بڑے خون خرابے یا جنگ کیے بغیر۔ آپ اسے فتح کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت حال پر سوال کرنا کم از کم ہمارے ملک میں تو کافی حد تک شجر منوع ہے۔ ایک حد درجہ طاقت ور فریق نے افغانستان کو خالی کیوں کیا۔ یہ ایک سنجیدہ سوال ہے۔ جس کا جواب صرف اور صرف معاشی ہے۔ امریکہ کی معیشت اس بے مقصد جنگ کا اقتصادی بوجھ برداشت کرنے سے قاصر ہو چکی تھی۔ اور پھر طالبان کے اکثر قائدین کہیں نہ کہیں سے امریکہ کے ساتھ رابطہ

رکھتے ہیں۔ یہ تلخ پہلو سب جانتے ہیں مگر اسے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ عرض کروں کہ طالبان، امریکہ کی مقامی ٹیم بن چکی ہے تو شائد آپ کو یقین نہ آئے۔ مگر یہ سب کچھ ایک درج شدہ معائدے کے تحت ہو رہا ہے۔ باقی سب کچھ زیب داستان کے لئے ہے۔ جو اس وقت ہمیں دکھایا جا رہا ہے۔ دراصل یہ سفارتی معاملات کبھی بھی صاف سترے یادووں کے دھنے ہوتے۔ کہیں نہ کہیں ان میں وہ سب کچھ موجود ہوتا ہے جس کا اقرار کرنا ناممکن ہے۔ طالبان کی حقیقت پسندی دیکھیے بلکہ اطاعت دیکھیے کہ وہ ملک جس کے خلاف وہ سارا دن آگ بگولہ ہوتے ہیں۔ اس کی خفیہ اچنی یعنی سی آئی اے کا سربراہ بڑے اعتماد سے طالبان کے سربراہان سے کابل میں ملتا ہے۔ یا تو طالبان بہت سیا نے ہیں یا بہت کم عقل، کہ سی آئی اے کے سربراہ کو پورے پروٹوکول سے کابل بلاتے ہیں اور پھر طویل ترین ملاقاتیں بھی فرماتے ہیں۔ کم عقل تو خیروہ ہیں ہی نہیں۔ انہیں ڈالر کی عملی اہمیت کا بھرپور ادراک ہے۔ طالبان کا یہ کہنا کہ امریکہ اپنا سفارت خانہ دوبارہ بحال کرے تاکہ وہ امریکہ سے اپنی امداد اور ویزے لے سکیں۔ بیانیہ یہ ہو کہ امریکہ نے افغانستان کو بر باد کر دیا۔ مگر پھر اس ظالم ملک سے طالبان کی بہت دیر سے طشدہ محبت کیا عجیب سی نہیں لگتی۔ ویسے حقیقت تو یہ بھی ہے کہ اب افغانستان بلکہ پاکستان کے متعلق کوئی بھی خبر یا افواہ عجیب نہیں لگتی۔ جملہ بازی، باقتوں سے ملک کی قسم تبدیل کرنے کے مسلسل دعوے۔ اب برے نہیں لگتے۔ اس لئے کہ جھوٹ کو ہم تمام لوگ پسند کرتے ہیں۔ سچ تو خیر ہمارے جیسے ادنی نظام سے کب کا رخصت ہو چکا۔ اس لئے دروغ گوئی پر نکیہ کیا جاسکتا ہے۔

طالبان نے جو کابینہ بنانے کی زحمت کی ہے۔ وہ بھی بین الاقوامی اداروں کے دباو پر ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ دولت تو مغربی ممالک اور اداروں کی تجویزوں میں ہے۔ لہذا اس کی چاپی حاصل کرنے کے لئے چند تکلفات کرنے ضروری ہیں۔ سودہ کیے گئے۔ اب یہ کہنا کہ اس میں کوئی خاتون نہیں ہے یا اقلیتوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ اس کا سیدھا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سابقہ ترقی پسند حکومت نے خواتین اور اقلیتوں کو ہر میدان زندگی میں داخل کروائے کیا تیر مار لیا؟۔ بھلا سابقہ دور میں افغانستان میں ترقی کی شرح دس فیصد ہو چکی تھی۔ ہرگز نہیں۔ افغانستان جیسا تھا۔ ویسا ہی رہے گا۔ اس کی جبلت کبھی تبدیل نہیں ہو گی۔ لہذا کسی قسم کی پریشانی یا گریبی کی ضرورت نہیں۔ باقی مغربی میڈیا یہ ہے۔ اس نے تو ہی کرنا ہے جوان کی ریاستیں انہیں حکم دیتی ہیں۔ طالبان کی تھوڑی سی برائی کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ سو جزوی جزوی تنقید ہوتی رہے گی۔ میری نظر میں تو طالبان کا بینہ پر نکتہ چینی ہو ہی نہیں سکتی؟ تمام وزراء اپنے اپنے کام میں کیتا ہیں۔ ہاں۔ کچھ بین الاقوامی حیثیت کے دہشت گرد قرار دیے گئے ہیں۔ مگر یہ تو معمولی ساز ازام ہے۔ ہمارے ملک میں سیاست دان اور طاقتور طبقہ، اربوں ڈالر کی کرپشن کرنے کے باوجود مقصوم ہیں۔ تو بہر حال طالبان پر کرپشن کا کوئی سنجیدہ ازام تو نہیں ہے۔ اگر کرپشن کے شہنشاہ ہمارے حاکم ہو سکتے ہیں۔ تو یہ دہشت گردی کے معمولی سے ازامات طالبان کا بینہ کے لئے مکمل طور پر بے حیثیت ہیں۔ ہاں۔ ایک اور بات عرض کروں۔ ہمارے ایک طاقت ور حلقہ افغانستان میں طالبان کی آمد کو مذہبی رنگ بھی دیتا ہے۔ شاید کچھ فہمیدہ لوگ اسے کفر اور اسلام کی جنگ بھی قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی

گرданے ہیں کہ اسلام کی سر بلندی بھی افغانستان سے ہوگی۔ مجھے اس پر بھی کوئی حیرانگی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ مذہب کے معاملے میں وسیع مطالعہ کے باوجود ذاتی معلومات بہت کم ہیں۔ لہذا جو صائب حضرات، اسے اسلام کا معرکہ قرار دے رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ بھی ٹھیک ہوں۔ گمان ہے کہ اب تو غلط ہے ہی کوئی نہیں۔ سب ہی صحیح ہیں۔ یہ بحث ہی اب لا حاصل ہے۔ ویسے بھی دلیل کی بنیاد پر بحث کرنے کے لئے تو فرنگی بیٹھے ہی ہوئے ہیں۔ بھلا ہمارا دلائل سے کیا واسطہ؟ ہمیں تو تھوڑے عرصے میں پوری دنیا کا اقتدار تھامی میں رکھ کر پیش کر دیا جائے گا۔ کم از کم ہمارے ملک میں تو اکثریت اس طرح کی خوشنما باتیں سوچتی ہے۔

سوشل میڈیا میں افغانستان کے دو صحافیوں کی تصاویر بھی موجود ہیں جنہیں خواتین کے احتجاج کی کورج کرنے پر ”پا کیزہ طالبان“ نے بھر پور تشدد کا نشانہ بنایا۔ پوری دنیا میں ان کے زخموں پر لوگ سراپا احتجاج ہیں۔ مگر اس سے ہمارا کیا لینا دینا۔ کبھی کبھی ہم بھی بلکہ اکثر پاکستانی صحافیوں کو بھی سبق سکھاتے رہتے ہیں۔ کہ بچوں سننجل کر چلو۔ یہم کس طرح کی باتیں کہنے لگے ہو۔ انہیں مار پیٹ کر اچھے بچے بنانے کی کوشش ضرور کی جاتی ہے۔ کبھی کامیاب اور اکثر ناکام۔ اس لحاظ سے۔ الحمد للہ، ہم میں اور طالبان میں انیں بیس کا بھی فرق نہیں۔ بالکل اسی طرح اگر کابل میں مقدور بھرخواتین احتجاج کر لیتی ہیں۔ اور کافر میڈیا انہیں بار بار دکھاتا ہے تو بھلا اس میں طالبان کا کیا قصور؟ ان کے نزدیک تو خواتین کا وجود ہے، ہی نہیں۔ اگر ان بے چاریوں کا کوئی وجود ہوتا تو یہ طالبانی نظام میں کسی اہم یا غیر اہم جگہ پر ضرور نظر آتیں۔ ان کی غیر موجودگی ہی، ان کی ادنیٰ حیثیت کی دلیل ہے۔ ویسے خواتین کے متعلق ہمارے معاشرے میں بھی کوئی خاص عزت والی بات نہیں کی جاتی۔ اسے ”مرد کی جوتی“ تک قرار دیا جاتا ہے۔ یقین نہ آئے تو ادو محاوروں کی لغت دیکھ کر رہنمائی حاصل کر لیجئے۔ اب افغانستان میں کوئی مسئلہ نہیں رہا؟ اب ہر طرف چین اور امن، ہی امن ہے؟ سب کچھ عمدہ طور پر چل رہا ہے؟ ویسے اگر آپ ناراض نہ ہوں تو طالبانی نظام کو اپنے عزیز ملک میں بھی ادھار لے آئیے۔ انشاء اللہ سب کی طبیعت درست ہو جائے گی؟